مرثیہ

بقراط وقت جالینوس دوران بقیۃ السلف فخر الاماثل
والاقران غفران مآب جناب مستطاب حکیم محمود خان صاحب
دہلوی رحمہ اللہ وجعل الجنۃ مثواہ

مرتبہ

مولانا خواجہ الطاف حسین صاحب حالی مد ظلہم العالی

سنہ ۱۳۱۰ھ

در مطبع انصاری واقع دہلی باختیار مولوی محمد عبد الحی صاحب طبع شد

www.emarsiya.com

حامداً و مصلیاً

جناب غفران مآب حکیم غلام محمود خاں مرحوم کی وفات سے جو تمام ہندوستان میں عموماً اور دلی میں خصوصاً ہر طبقہ اور ہر جماعت کے لوگوں کو رنج اور قلق ہوا ہی وہ ایک عالم پر روشن و ہویدا ہی - اور اُس مرحوم کی مقبولیت اور ہندوستان کی ہمدردی کی ایک ایسی مثال ہی جسکی نظیر ہندوستان میں کبھی دیکھی نہیں گئی - شعرا نے بھی اس واقعہ پر کچھ کم ہمدردی ظاہر نہیں کی - عربی فارسی اور اردو میں سینکڑوں قطعے تاریخ وفات کی لکھے گئے - اور متعدد مرثئے خان مغفور کے شیون میں ترتیب دئے گئے ہیں - از انجملہ ایک مرثیہ فرید عصر وحید زمانہ جناب مولانا خواجہ الطاف حسین صاحب حالی ظلہم العالی نے بھی انہیں دنوں میں جبکہ یہ حادثہ وقوع میں آیا لکھا تھا - جسکی نسبت بعض عقیدتمندان جناب مغفور کی دلی تمنا تھی کہ وہ ایک معزز اور ممتاز جلسے میں مصنف کی زبان مبارک سے پڑھا جاے اور اُسکے ذریعہ سے خان بہادر کی وفات پر علی رؤس الاشہاد مراسم حزن و ملال ادا کیے جائیں لیکن بسبب اسکے کہ مصنف ممدوح بیمار ہوگئے - اور بعد صحت بغرض تبدیل آب و ہوا انکو دو تین مہینے پہاڑ پر رہنا پڑا جلسہ مذکور منعقد نہ ہو سکا - اب کہ وہ سفر سے واپس آگئے - اور کسی مرض کی شکایت باقی نہیں رہی بستم شہر محرم الحرام ۱۳۱۰ ہجری روز یکشنبہ کو پانچ بجے شام کے مکان مفتی محمد صدر الدین خاں مرحوم میں جلسہ منعقد کیا گیا جسمیں خان مرحوم کے اہل خاندان اور دیگر

www.emarsiya.com

ارا کین شہر مرثیہ سننے کی غرض سے تشریف لائے مصنف موصوف نے مرثیہ پڑھنے سے پہلے مرثیہ لکھنے کی ضرورت پر ایک مختصر تقریر فرمائی۔ اور اُسکے بعد مرثیہ پڑھا۔ جسکو سُن کر اہل مجلس نہایت متاثر ہوئے سُننے والوں پر بلاغت کلام اور صداقت بیان نے ایسا اثر کیا کہ سب پر ایک محویت کا عالم طاری ہو گیا مولانا حالی کے بعد مولوی محمد سعید صاحب مدرس ایلجنی بورڈ سکول دہلی نے ایک مرثیہ جو کہ اسی واقعہ اندوہناک کے بیان میں لکھا تھا پڑھا۔ وہ علیحدہ چھاپا جائیگا۔ بعد ازاں دعائے مغفرت خان مغفور پر جلسہ ختم کیا گیا

تقریر مولانا حالی مدظلہم العالی

مسلمانوں میں مرثیہ لکھنے کا رواج ابتدائے اسلام سے پایا جاتا ہی۔ اور اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں بھی عزیزوں۔ دوستوں اور مشہور لوگوں کے مرثیے برابر لکھے جاتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد بزرگوار عبدالمطلب کے بہت سے مرثئے ابتک موجود ہیں۔ سچ یہ ہی کہ کسی شخص کی نیکی۔ بزرگی اور مقبولیت کا ثبوت جیسا کہ مرثیہ کے ذریعہ سے ہوسکتا ہے کسی اور ذریعہ سے نہیں ہوسکتا۔ جو تعریف کسی کے مرنے کے بعد کیجاتی ہی۔ اُسپر بناوٹ یا تصنع کا گمان ہرگز نہیں ہوسکتا۔ عرب کے شعرا کو جب دل کی سچی اور بے ریا تعریف کرنی ہوتی تھی تو اُسکے مرنے کے بعد مرثیہ لکھتے تھے۔ معن بن زائدہ شیبانی جو کہ خلفائے عباسیہ کے زمانہ میں ایک نہایت فیاض اور شجاع سپہ سالار گذرا ہے اُسکے بے شمار مرثئے لکھے گئے ہیں۔ ایک شاعر نے اُسکے مرثئے میں یہ لکھدیا تھا کہ فیاضی اُسکے ساتھ رخصت ہوگئی اب کس سے فیاضی کی اُمید رکھیں۔ خلیفہ مہدی نے اس جرم میں اُسکو دربار سے نکلوا دیا

www.emarsiya.com

اور اُمرا نے اُسکو صلہ دینا موقوف کر دیا۔ مگر اِسپر بھی شعرا مَعن کے مرثیے برابر لکھتے رہے جعفر برمکی کو جب ہارون رشید نے قتل کروایا تو اُسکے مرثیے لکھنے پر بہت سے شاعروں کو موت کی سزا دی گئی۔ مگر پھر بھی لوگ اُسکے مرثیے لکھنے سے باز نہ آئے۔

فی الواقع کسی شخص کی شکرگذاری اور احسانمندی کے اظہار کا موقع اس سے بہتر نہیں ہو سکتا کہ اُسکے مرنے کے بعد اُسکی وفات پر افسوس کیا جائے۔ اور اُس کا ذکرِ جمیل لکھ کر پھیلایا جائے۔

اسلام میں بلکہ شاید تمام دنیا میں کوئی واقعہ واقعۂ کربلا سے زیادہ عالم آشوب اور دردناک وقوع میں نہیں آیا۔ اور اِسی لئے فی زماننا مسلمانوں میں مرثیہ کا اطلاق صرف جناب سیدالشہدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرثیوں پر ہونے لگا ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ اِن مرثیوں کے سُننے سے ہر مسلمان کا ایمان تازہ ہوتا ہے۔ اور خاندانِ نبوت کی محبت جو کہ اسلام کی جڑ ہے دلوں میں موجزن ہوتی ہے۔ اور شہدائے کربلا کے صبر و استقلال کی پیروی اور اتباع کرنے کا خیال پیدا ہوتا ہی۔ اور اسی لئے قوم کے اکثر بزرگواروں نے واقعۂ کربلا کے بیان میں اپنی عمریں تمام کر دی ہیں اور قوم کے رونے اور رولانے کے لئے اسقدر ذخیرے چھوڑ گئے ہیں کہ اب کسی شخص کو اِن مضامین کے دوہرانے کی ضرورت نہیں رہی۔ لیکن اِس زمانہ میں کہ مسلمانوں کی قومی بندش ڈھیلی ہو گئی ہے اور تمام جماعتوں میں تفرقے پڑے ہوئے ہیں۔ اُنمیں ہمدردی کا بیج بونے اور قومیت کی روح پھونکنے کی ازبس ضرورت ہی۔ جہاں اسکی اَور بہت سی تدبیریں ہیں ایک تدبیر یہ بھی ہے کہ قوم میں سے جب

www.emarsiya.com

کوئی قوم کا محسن اور خدمتگذار گذر جائے تو اُسکی زندگی کے حالات قلمبند کئے جائیں۔ اُس کی خوبیاں اور اُسکے محاسن مُلک میں شائع کئے جائیں۔ اور شعرا جو کہ قوم کی زبان ہیں۔ تمام قوم کی طرف سے اُنکے مرثئے لکھیں تاکہ معلوم ہو کہ قوم اپنے محسنوں کی قدر کرتی ہے۔ اور اسمیں ہمدردی کی رمق باقی ہے۔

اگرچہ میں اپنے تئیں اس عزت کا مستحق نہیں سمجھتا کہ مجھکو قوم کی زبان سمجھا جائے لیکن چونکہ میں نے دیکھا کہ مرحوم حکیم **محمود خاں** کی وفات سے تمام ہندوستان میں عموماً اور **دلی** میں خصوصاً ایک غیر معمولی رنج و افسوس پیدا ہوا ہے۔ اور میرے اکثر احباب کو اس حادثہ سے سخت صدمہ پہنچا ہے۔ اسلئے میں نے چند بند بطور مرثیہ کے ترتیب دئیے ہیں اور اس وقت میں اُنکے پڑھنے کی آپ صاحبوں سے اجازت چاہتا ہوں۔

www.emarsiya.com

مرثیہ

اے جہان آباد۔ ای اسلام کے دار العلوم — اے کہ تھی علم و ہنر کی تیرے اک عالم میں دھوم
تھے ہنرور تجھمیں اتنے۔ جتنے گردوں پہ نجوم — تھا افاضہ تیرا جاری ہند سے تا شام و روم
زیب دیتا تھا لقب تجھکو جہان آباد کا
نام روشن تجھسے تھا غرناطہ و بغداد کا

تیری طینت میں ودیعت تھا مذاقِ علم دیں — جیسے اُمی تجھ میں تھے عالم نہ تھی ایسے کہیں
ہند میں جو تھا محدث تھا وہ تیرا خوشہ چیں — تھی محدث خیز اے پاتخت تیری سرزمیں
تھا تفقہ بھی مسلّم تیری خاکِ پاک کا
بیہقیِ وقت تھا ایک اک فقیہ اس خاک کا

شاذ و نادر تھا تصوف میں کوئی تیرا نظیر — آب و گل کا تیرے تھا گویا تصوف سے خمیر
تیرے کھنڈروں میں پڑے سوتے ہیں وہ مہرِ منیر — تھا کبھی انوار سے جن کے زمانہ مستنیر
آج جس دولت کا بازارِ جہاں میں کال ہے
تیرا قبرستان اُس دولت سے مالا مال ہے

www.emarsiya.com

طب میں گو یونانیوں کا سب سے آگے تھا قدم　　آن کر اُس نے لیا تھا دوسرا تجھ میں جنم
جب کہ تو آباد تھا دنیا میں اے باغِ ارم　　بھرتے تھے تیرے اطبّا بھی مسیحائی کا دم

ہند میں جاری تجھی سے طبِّ یونانی ہوئی
شہر اس جنس کی یہاں تجھ سے ارزانی ہوئی

خاک سے اُٹھے ہیں تیری جیسے جیسے نکتہ ور　　اک جہاں شیوا بیانی سے ہے اُن کی باخبر
راس تھی آب و ہوا تیری سخن کو جس قدر　　سرو کو ہوگی نہ راس اتنی ہوائے غاتفر[1]

حسنِ صورت میں اگر ضرب المثل نوشاد[2] تھا
حسنِ معنی تیرا حصہ اے جہاں آباد تھا

لیکے ساتھ اسلام نکلا تھا عرب سے جو علوم　　جنمیں تھی اسلامیوں کی چار سو عالم میں دھوم
دولت و اقبال کا جب تک رہا تجھ پر ہجوم　　کھیتیوں پر تیری ابر آتے تھے اُنکے جھوم جھوم

آئی گلشن میں نہ تیرے بھول کر فصلِ خزاں
تیری حد میں رہا ہر علم و دانش کا سماں

جسطرح تھا فضل و دانش میں ترا مشہور نام　　تھے تمدّن میں بھی پیرو تیرے جمہور انام
آدمیت سیکھنے آتے تھے تجھسے خاص و عام　　شہری و بدوی تری تقلید کرتے تھے تمام

رسم میں آئین میں اوضاع میں اطوار میں
طرز میں انداز میں رفتار میں گفتار میں

[1] غاتفر سمرقند کے قریب ایک قطعۂ زمین ہے۔ جہاں کا سرو خوبی و زیبائی و راستی میں ضرب المثل ہے ۱۲
[2] نوشاد اور فلخ دو شہر قدیم ترکستان میں تھے۔ جو حسن خیزی میں مشہور تھے ۱۲

www.emarsiya.com

رہ گیا باہر سے آکر جو کہ تجھمیں چند سال   ڈھل گئے سانچے میں گویا اُسکے عادات و خصال
آکے بن جاتا تھا یہاں نقصان انساں کا کمال   تیرے پرچھاویں سے موتی بن کے جاتے تھے سفال
آتے ہی انسان کی کایا پلٹ جاتی تھی یہاں
چار دن میں اور ہی صورت نکل آتی تھی یہاں

تیرا معمورہ تھا اک عالم کا مرجع اور مآب   آ کر لیتے تھے یہاں ٹھیکی جہاں کے انتخاب
بستے تھے اطراف سے آ آکے تجھمیں شیخ و شاب   کر دیا تھا تیری آبادی نے ملکوں کو خراب
جمگھٹا تھا تجھمیں تُرک و فُرس و رُوم و زنگ کا
دستہ تھا گویا کہ تو گلہائے رنگارنگ کا

لیکن آخر طبع دوراں کا ہے جیسے مقتضا   ہر ترقی کی ہے حد ہر ابتدا کی انتہا
جب کہ دورہ اپنا تو دنیا میں پورا کر چکا   وقت اے جانِ جہاں تیرا بھی آخر آلگا
گردشِ افلاک کے ہونے لگے تجھ پر بھی وار
تیرے گلشن سے بھی کوچ آخر لگی کرنے بہار

تجھ پہ اے دار الخلافت انقلاب آنے لگے   غیب سے تجھکو تباہی کے خطاب آنے لگے
طالع مشفق کے پیغامِ عتاب آنے لگے   تیرہ بختی کے نظر یاروں کو خواب آنے لگے
دولت و اقبال کا بندھنے لگا رختِ سفر
تجھ سے اے دار العلوم اُٹھنے لگا علم و ہنر

www.emarsiya.com

ہوگئے تیرے محدّث راہیِ دارالسّلام
کر گئے دنیا سے رحلت تیرے مفتی و امام

ہوگیا رخصت جہاں سے تیرا جاہ و احتشام
رفتہ رفتہ ہوگئی سب صاحبی تیری تمام

مجلسیں برہم ہوئیں زیر و زبر دیواں ہوئے
خانقاہیں بے چراغ اور مدرسے ویراں ہوئے

چل دیئے نوبت بہ نوبت تیرے شاعر اور ادیب
مٹ گئی تیری طبابت چھٹ گئے تیرے طبیب

جاگ جاگ آخر سدا کو سو گئے تیرے نصیب
اِس گلستاں سے نہ اُٹھی پھر صدائے عندلیب

جنکو کھو بیٹھے نظیر اُنکا کہیں پایا نہ پھر
جو گیا۔ اُس کا کوئی قائم مقام آیا نہ پھر

کر گئے اخلاق اور آداب سب تجھ سے سفر
گر گیا نظروں سے تیرا سب جلال و جاہ و فر

جھڑ گئے تاجِ شرف سے تیرے سب لعل و گہر
تجھکو اے دار الخلافت کھا گئی کِس کی نظر

علم ہے باقی نہ اب دولت ہی تیرے پاس وہ
اے گُلِ پژمردہ تیری کیا ہوئی بُو باس وہ

دورِ آخر میں کہ تیرا تیل تھا سب جل چُکا
بجھتے بجھتے تھا کچھ اک تو نے سنبھالا سا لیا

خاک نے یہاں تیری پھر اُگلے وہ لعلِ بے بہا
جنسے روشن ہوگیا کچھ دن کو نام اسلاف کا

عہدِ ماضی کا سماں آنکھوں میں سب کی چھا گیا
خواب جو بھولا ہوا مدت کا تھا یاد آ گیا

www.emarsiya.com

جاہ و حشمت قوم کی گو تجھ میں کچھ باقی نہ تھی
پر نہ کی غرض ہنر میں تو نے اب بھی کوتہی

اس بزرگی سے گذاری تیرھویں تو نے صدی
پھر گئی آنکھوں میں پھر تصویرِ دورِ اکبری

علم دین و شعر و حکمت طِب و تاریخ و نجوم
ڈال دی پھر اپنی تو نے چار سو ہر فن میں دھوم

ملک میں ہر سو رہی پھر بول بالا تھا ترا
تھا جہاں علم و ہنر گودوں کا پالا تھا ترا

تھی جہاں کچھ روشنی وہ سب اُجالا تھا ترا
پھر جو دیکھا غور سے وہ اک سنبھالا تھا ترا

چاند نکلا تھا گہن سے جو وہ پھر گہنا گیا
چار دن کی چاندنی تھی پھر اندھیرا چھا گیا

علم والے علم کے دریا بہا کر چل دیئے
واعظانِ قوم سوتوں کو جگا کر چل دیئے

کچھ سخنور تھے کہ سحر اپنا دکھا کر چل دیئے
کچھ مسیحا تھے کہ مردوں کو جلا کر چل دیئے

ایک تختہ رہ گیا تھا تیری ٹوٹی ناؤ کا
لےگئی سیلِ فنا اُس کو بھی اے دِلّی بہا

جا چکی تھی تجھ سے گو اے شہر عظمت قوم کی
ہو چکی تھی آبرو مدت سے رخصت قوم کی

پر کچھ اک محمود خاں کے دم سے تھی پت قوم کی
اٹھ گیا وہ بھی جہاں سے آہ قسمت قوم کی

کیا دکھا کر اب دلائے گا سلف کو یاد تو
ناز اب کس پر کرے گا اے جہاں آباد تو

www.emarsiya.com

تجھ میں ہے دلّی! کوئی اب ایسا مقبولِ جہاں؟ نازشِ دار الخلافت مرجعِ ہندوستاں
ہند سے لے تا عرب کشمیر سے تا انڈماں بچہ بچہ کی زباں پر نام ہے جس کا رواں
نیم جانوں کا مسیحا اور غریبوں کا طبیب
خود حکیموں کا معالج اور طبیبوں کا طبیب

ہے کوئی اب تجھ میں ہیرو ایسا یکتائے زماں واقعاتِ زندگی کر دیجے گر اُس کے بیاں
سمجھیں اک افسانہ ناواقف اُسے اور داستاں ہے تعجب خیز الحق سیرتِ محمود خاں
یا وہ اک جوہر الگ تھا جوہرِ انسان سے
یا نکلتے اب نہیں ایسے جواہر کان سے

اُس کا تھا دیوانخانہ ملک کا دار الشفا خلق کا دن رات رہتا تھا جہاں تانتا بندھا
مفت بیماروں کو اُس کے در سے ملتی تھی دوا فکر نذرانہ کا تھا اُن کو نہ شکرانہ کا تھا
اُس کے استغنا سے جھک جاتا تھا سر مغرور کا
اور عنایت سے کنول جاتا تھا کھل مزدور کا

بے حقیقت اُس نے سمجھا مال و دولت کو سدا تھے برابر اُس کے نزدیک اغنیا اور بینوا
گو طبیب اور ڈاکٹر تھے شہر میں بے انتہا کوئی مفلس کا نہ تھا پرسانِ حال اُس کے سوا
کرتے ہیں جو دعوئ ہمدردیِ نوعِ بشر
اُس نے باطل کر دیئے تھے اُن کے دعوے سر بسر

www.emarsiya.com

طبِ مسلمانوں کی لی اُسکی مسیحائی نے تھام — ورنہ اب تک اُسکی تُرکی ہو چکی ہوتی تمام
رونقِ طبِ جدید اور اُس پہ میلِ خاص و عام — درس گاہوں اور دواخانوں کا اُسکے انتظام
دیکھ کر تھا اک زمانہ اُس کی خوبی کا مُقِر
طبِّ یونانی گئی تھی خلق کی نظروں سے گر

سرجنوں کے دیکھ دیکھ آلات و اعمال و حِیَل — آگیا تھا رائے میں زود اعتقادوں کی خلل
دیں مگر اُسکی مسیحائی نے سب رائیں بدل — طبِ یونانی گئی کچھ دن کو پھر گر کر سنبھل
سلطنت اور عقل تھی جس فوج کی ہمت فزا
ایک طاقت اُسکے حملوں سے ہوئی عُہدہ برآ

گو کہ جاتے تھے شفاخانوں میں خاص و عام سب — پر اُلجھ جاتے تھے سخت امراض میں بیمار جب
خلق کا پھر ملجأ و ماوٰے اُسی کا تھا مطب — اُسکے بیماروں کو۔ گو مایوس ہوں یا جاں بلب
سوءِ تدبیر و معالج کی خطا کا ڈر نہ تھا
موت کا ڈر تھا مگر مُہلک دوا کا ڈر نہ تھا

رکھتے ہیں آلات پر سرجن بھروسا جسقدر — کرتے ہیں معلوم جو جو اُنسے امراضِ بشر
وہ بتا دیتا تھا سب کچھ رکھکے اُنگلی نبض پر — اُسکی اک اُنگلی پہ تھے قربان سو تھرمامیٹر
نارسا تھیں وہ دوربینیں اہلِ صنعت کی جہاں
جا پہنچتی تھی نگاہِ دوربیں اُس کی وہاں

www.emarsiya.com

شہر کے سب مرد و زن، پیر و جواں، خرد و کلاں
تھے قوی پشت اُس سے ایسے جیسے پشتہ سے مکاں

جسکو نسخہ دیدیا لکھکر وہ یہ سمجھا کہ ہاں
زندگانی کے ابھی کچھ اور دن باقی ہیں یہاں

گو کہ ماتم ملک میں ہی اُس کا ہر سو آج کل
پر۔ گئی اے شہر تیری جان ہی گویا نکل

کیا عجب۔ پیدا ہوں پھر ایسے طبیب ؤ چارہ گر
جو کہ تشخیصِ مرض میں رکھتے ہوں غائر نظر

خلق کو تکیہ ہو جن کی رائے اور تدبیر پر
شہر میں ہوں مرجعِ کل۔ ملک میں ہوں نامور

جمع ہوں محمود خاں کے ذات میں اُنکے کمال
ہے یہ سب ممکن۔ مگر محمود خاں ملنا محال

راستی اور راستبازی اُسکی تھی ضرب المثل
اُسکے کاموں میں ریا تھی اور نہ باتوں میں دغل

امتحاں کے وقت جب تھا نظم عالم میں خلل
راستبازوں کی گئی تھی ٹھیک جب ہر سو نکل

کھوٹ سے اُس آنچ میں نکلا وہ خالص اسطرح
آگ میں تپ کر کھرا رہتا ہے کندن جسطرح

وہ زمانہ۔ جبکہ تھا دلی میں اک محشر بپا
نفسی نفسی کا تھا جب چاروں طرف غل پڑ رہا

اپنے اپنے حال میں چھوٹا بڑا تھا مبتلا
باپ سے فرزند اور بھائی سے بھائی تھا جدا

موجزن تھا جبکہ دریائے عتابِ ذو الجلال
باغیوں کے ظلم کا دنیا پہ نازل تھا وبال

www.emarsiya.com

دیکھکر یاروں کو جب آنکھیں چرا جاتے تھے یار　　ساتھ دیتا تھا کسید کا موت سے ہونا دوچار
یار سے یار آشنا سے آشنا تھے شرمسار　　شہر میں تھی چار سو گویا قیامت آشکار

آگ تھی اک مشتعل ایسی کہ تھا جس سے خطر
جل نہ جائیں اُسکے شعلے سے کہیں سب خشک و تر

ہو رہا تھا جب کہ کھوٹے اور کھرے کا امتحاں　　کر رہا تھا اپنے جوہر خاک کا پُتلا عیاں
ایک جانب تھی اگر خندق تو اک جانب کنوئیں　　بال سے باریک تر تھی راہ اُن کے درمیاں

راہرو گمراہ تھے اور راہ پر خوف و خطر
اُسنے دکھلایا کہ یوں چلتے ہیں سیدھی راہ پر

مجرم و بے جرم میں تھا حاکموں کو اشتباہ　　عدل تھا مجرم کا دشمن اور بری کا عذر خواہ
مجرموں کے جرم پر دیوار و در تھے سب گواہ　　پر نہ تھا کوئی شفیع اُنکا کہ جو تھے بے گناہ

ایسے نازک وقت میں مردانگی جو اُسنے کی
اہل انصاف اُسکو بھولے ہیں نہ بھولیں گے کبھی

بالیقیں جن ملزموں کو اُس نے سمجھا بے خطا　　مارشل لا میں ثبوت اُن کی صفائی کا دیا
چین سے بیٹھا نہ جب تک ہو گیا اک اک رہا　　جو کہ تھے نادار کی اُن کی اعانت بر ملا

زر دیا کھانا دیا کپڑا دیا بستر دیا
بے ٹھکانوں کو ٹھکانا بے گھروں کو گھر دیا

www.emarsiya.com

قضیے جھگڑوں میں کبھی پڑنے کی خو جس کی نہ تھی ‏ ‏ دی گواہی جس نے ہرگز جھوٹی یا سچی نہ تھی
جس نے صورت تک عدالت کی کبھی دیکھی نہ تھی ‏ ‏ ہاتھ سے جس نے بڑوں کی آن اب تک دی نہ تھی
بیگناہوں کے لیے وہ رات دن چکر میں تھا
پانو ایک اُسکا عدالت میں تھا اور اک گھر میں تھا

جبکہ عنقا تھی دیانت بین ابناء الزماں ‏ ‏ تھی امانت جسکی اُسکے پاس ہلکی یا گراں
خوف میں پاس اپنے رکھا اُسکو مثلِ پاسباں ‏ ‏ کی حوالے مالکوں کے جب ہوا امن و اماں
ایک عالم ناخدا ترسی میں جب بیباک تھا
اُسکا دامن تھا کہ ہر دھبے سے بالکل پاک تھا

وضعداری میں نہ تھا اُس کا زمانہ میں بدل ‏ ‏ وضع میں اُسکی تغیر تھا نہ عادت میں خلل
وقت کی تاثیر کا اُس پر نہ چلتا تھا عمل ‏ ‏ انقلابِ دھر کی زد سے گیا تھا وہ نکل
اُسکے آگے اِن نئے سانگوں کی کچھ ہستی نہ تھی
اُس پہ چلتی کچھ زمانہ کی زبردستی نہ تھی

کی تھی جو بچپن سے طرزِ زندگانی اختیار ‏ ‏ اُسمیں فرق آیا نہ وقتِ واپسیں تک زینہار
کوہِ راسخ کی طرح تھا ایک حالت پر قرار ‏ ‏ وضع اُسکی جو کہ تھی وضعِ سلف کی یادگار
قوم کے از یاد رفتہ خواب کی تعبیر تھی
عہد عالمگیر و اکبر شاہ کی تصویر تھی

www.emarsiya.com

سر پہ دنیا کے علایق کا تھا گو بارِ گراں　　پر ہر اک حالت میں ہلکی پھول سی رہتی تھی جاں
پا بگِل دنیا میں - پر دنیا کے غم سے برکراں　　رنج ہو یا ہو خوشی جب جا کے دیکھو شادماں

ظاہرا پابند تھا دنیا کی رسم و راہ کا
دل مگر پایا تھا ایسا جیسا اہل اللہ کا

منقبض اُسکو نہ مکروہات میں پایا کبھی　　غم سے دنیا کے نہ پیشانی پہ بل لایا کبھی
دل کسی بادِ مخالف سے نہ مُرجھایا کبھی　　تلخیِ دوراں سے چتون پر نہ میل آیا کبھی

کی بسر دار المحن میں بزمِ عشرت کی طرح
عمر کاٹی دوزخِ دُنیا میں جنت کی طرح

مٹ گئی افسوس اک ایسی سلف کی یادگار　　قوم میں جس کی مثال آئندہ کم دیکھیں گے یار
گُل کھلائیگی نئے گلشن میں اب بادِ بہار　　رنگ ہوگا جن میں لیکن بو نہ ہوگی زینہار

ڈرتے ہیں جب اِن حوادث کے نظر انجام پر
قوم میں اک ہُو کا سناٹا سا آتا ہے نظر

اک زمانہ تھا کہ تھا ہم سے موافق روزگار　　اہلِ علم و فضل و دانش کا نہ تھا ہم میں شمار
ایسے حاصل خیز دنیا میں نہ ہونگے کشت زار　　جیسے مردُم خیز تھے اسلام کے شہر و دیار

مرتا تھا کامل تو کامل تر نظر آتا تھا یہاں
سورج آتا تھا نکل جب چاند چھپ جاتا تھا یہاں

www.almarsiya.com

سر پہ دنیا کے علایق کا تھا گو بارِ گراں　　پر ہر اک حالت میں ہلکی پھول سی رہتی تھی جاں
پابگل دنیا میں۔ پر دنیا کے غم سے برکراں　　رنج ہو یا ہو خوشی جب جا کے دیکھو شادماں
ظاہراً پابند تھا دنیا کی رسم و راہ کا
دل مگر پایا تھا ایسا جیسا اہل اللہ کا

منقبض اُس کو نہ مکروہات میں پایا کبھی　　غم سے دنیا کے نہ پیشانی پہ بل لایا کبھی
دل کسی بادِ مخالف سے نہ کُملایا کبھی　　تلخیِ دوراں سے چتون پر نہ میل آیا کبھی
کی بسر دارالمحن میں بزمِ عشرت کی طرح
عمر کاٹی دوزخِ دنیا میں جنت کی طرح

مٹ گئی افسوس اک ایسی سلف کی یادگار　　قوم میں جس کی مثال آئندہ کم دیکھیں گے یار
گُل کھلائیگی نئے گلشن میں اب بادِ بہار　　رنگ ہوگا جن میں لیکن بو نہ ہوگی زینہار
ڈرتے ہیں جب اِن حوادث کے نظر انجام پر
قوم میں اک ہو کا سناٹا سا آتا ہے نظر

اک زمانہ تھا کہ تھا ہم سے موافق روزگار　　اہل علم و فضل و دانش کا نہ تھا ہم میں شمار
ایسے حاصل خیز دنیا میں نہ ہونگے کشت زار　　جیسے مردم خیز تھے اسلام کے شہر و دیار
مرتا تھا کامل تو کامل تر نظر آتا تھا یہاں
سورج آتا تھا نکل جب چاند چھپ جاتا تھا یہاں

www.emarsiya.com

یا یہ اب پہنچی ہے ہم میں نوبتِ قحط الرجال
ایک اٹھ جاتا ہے دنیا سے اگر صاحب کمال

دوسرا ملتی نہیں دنیا میں پھر اسکی مثال
ذات باری کی طرح گویا کہ تھا وہ بیہمال

ظاہرا اب وقت آخر ہے ہماری قوم کا
مرثیہ ہے ایک کا اب نوحہ ساری قوم کا

سنتے ہیں حالی سخن میں تھی بہت وسعت کبھی
تھیں سخنور کے لیے چاروں طرف راہیں کھلی

داستاں کوئی بیاں کرتا تھا حسن و عشق کی
اور تصوف کا سخن میں رنگ بھرتا تھا کوئی

گاہ غزلیں لکھ کے دل یاروں کے گرماتے تھے لوگ
گہ قصیدے پڑھ کے خلعت اور صلے پاتے تھے لوگ

پر ملی ہمکو مجالِ نغمہ اِس محفل میں کم
راگنی نے وقت کی لینے دیا ہمکو نہ دم

نالہ و فریاد کا ٹوٹا کہیں جاکر یہ سم
کوئی یہاں رنگیں ترانہ چھیڑنے پائے نہ ہم

سینہ کوبی میں رہے جبتک کہ دم میں دم رہا
ہم رہے اور قوم کے اقبال کا ماتم رہا

تمت